محمد بشیر الطیب

اہل ایمان کیلئے چند بشارتیں

﴿وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحت ان لهم جنت تجری من تحتها الانهر کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل واتوا به متشبها ولهم فیها ازواج مطهرة وهم فیها خلدون﴾ (البقرہ)

''اور ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوشخبری دیجیے، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جب بھی وہ پھلوں کا رزق دیئے جائیں گے اور ہم شکل لائے جائیں گے تو کہیں گے یہ وہی ہے جو ہم اس سے پہلے دیئے گئے تھے اور ان کے لیے بیویاں ہیں صاف ستھری اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے جہنم بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

محترم قارئین کرام! اے اہل ایمان! اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان کی دولت بہت بڑا اعزاز وانعام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دولت صرف اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی عطاء فرمائی ہے۔ اس سے قبل کسی اُمت کو یہ اعزاز وانعام اور لقب نہیں ملا، جب بھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو مخاطب ہو کر کوئی فرمان جاری کیا ہے تو ایمان کے لقب سے ہی (یعنی اے ایمان والو!) پکارا ہے اور اگر کسی بشارت سے نوازا ہے، تب بھی یہ ہی کہا ہے کہ خوشخبری ہے ایمان والوں کے لیے۔ آج کے اس مقالہ میں چند بشارتیں، قرآن اور صاحب قرآن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان نبوت سے تحریر کرنے کی کوشش کروں گا

تا کہ اہل ایمان یہ پڑھ کر اوراس کو اپنے سینوں میں جگہ دے کر سوچ اور تدبر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان بشارتوں کے مستحق بن جائیں۔اگر پہلے یہ سوچ وفکر وتدبر نہیں کیا تو شاید اس تحریر سے اللہ تعالیٰ سینہ کھول دے اوران کو قبول کرنے اور حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ توفیق نصیب کر دے۔

بشارت (یعنی بشر) جو قرآن واحادیث میں لفظ آیا ہے (یعنی خوشخبری) اس میں بھی ایک عجیب سی لطافت ہے اور بہت ہی دلچسپ لفظ ہے یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خوشخبری و بشارت جنت و انعامات کی دی ہے۔ساتھ ہی اس لفظ کو اہل کفر اور منافقین کے لیے بھی بعض موقعوں اور جگہوں پر استعمال کیا ہے۔

اس طرح لفظ بشارت بول کر ان کی ایسی درگت بنائی کہ وہ منہ ہی بسورتے رہ گئے۔آگے سے کچھ کہنے کی جرات ہی نہ کر سکے۔اس لفظ بشارت کی لطافت کا اندازہ آج بھی دیکھا سنا اور لگایا جا سکتا ہے۔ آج بھی جاہلوں کا طرزِ عمل اس وقت کے کفار مکہ سے کم نہیں' بلکہ باوجود مسلمان ہونے کے ان سے ایک دو قدم آگے ہی نظر آتے ہیں۔ان کی سوچ وفکر اور عادات کفار مکہ سے ملتی جلتی نظر آتی ہیں۔کیونکہ آج اگر کسی مسلم خاندان کے گھر دوسری تیسری لڑکی کی پیدائش ہو تو سوگ کا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔وہ ان کے لیے عذاب الٰہی نظر آتی ہے اور اگر کوئی ان کو لڑکی کی پیدائش پر مبارک دے یا خوشی کا اظہار کرے تو ان کے چہرے کی طرف ایک نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ ان کا چہرہ اُترا (یعنی لٹکا) ہوا نظر آئے گا اور وہ منہ بسورتے نظر آئیں گے اور کچھ کہنے کی سوچ میں ہیں کہ اس کو کیا جواب دیں۔اِن کا بس نہیں چل رہا' ورنہ وہ اس مبارک کہنے والے کو دو چار سنا دیں۔ہو سکے تو دو چار لگا دیں۔یہ ایسا سمجھ بیٹھے ہیں کہ اس نے جیسے گالی دی ہے۔حالانکہ اس نے مبارک کا ہی لفظ بولا ہے۔یہی حال کفار مکہ کا تھا۔قرآن مجید میں اس کا نقشہ کچھ یوں ہے:

﴿واذا بشر احدهم بالانثى ظل وجهه مسودا وهو كظيم O يتورى من القوم من سوء ما بشر به ايمسكه على هون ام يدسه فى التراب الا ما يحكمون O﴾ (النحل)

''ان میں سے جب کسی کو لڑکی کی خبر (خوشخبری) دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے۔اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے کہ کیا اس ذلت کو لیے ہوئے ہی

رہے یا ایسے مٹی میں دبا دے۔''

آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں تو بشارت میں لطافت ہے یہ دلچسپ راز ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو بشارت دیتا ہے خواہ وہ جنت کی ہو یا پھر قیامت کے دن دیگر انعامات کی ہے تو مومنوں کی خوشی دیدنی ہوتی ہے۔ ہونی بھی چاہیے کیونکہ اصل ایمان اور اعمال صالحہ کا صلہ ہی یہ ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کفار و منافقین کو بشارت عذاب دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی ایک مقام پر فرمایا:

﴿وبشر الذین کفروا بعذاب الیم﴾ (التوبہ)

''خوشخبری دیجیے ان لوگوں کو جو کافر ہیں دردناک عذاب کی۔''

اسی طرح منافقین کو بھی ایک مقام پر ایسے بشارت دی ہے:

﴿وبشر المنافقین بان لهم عذابا الیما﴾

منافقوں کو اس امر کی بشارت دے دو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

یہ کافر و منافق کے لیے فرمانِ الٰہی ہے۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ کے علماء اور پیروں کے لیے بھی جو لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے ہڑپ کرتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھی روکتے ہیں۔ ان کو بھی انہی الفاظ سے پکارا گیا ہے۔

﴿یایها الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل الله والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم﴾ (التوبہ)

''اے ایمان والو! اکثر علماء اور عابد و پیر لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک دیتے ہیں اور جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ رکھتے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (زکوٰۃ نہیں دیتے) انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے۔''

پڑھ لیا کہ اللہ تعالیٰ اہل کفر و منافق اور یہود و نصاریٰ کے بگڑے ہوئے علماء و صوفی کی بشارت عذاب الیم دے کر درگت بنا رہا ہے۔ یہ اس لیے کہ ایمان اور پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آخرت

کے دن سے روگردانی یہ ذلت و رسوائی کا طنزیہ اعلان ہوتا ہے۔ آج تو مسلمان بھی ایسی حرکتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ عامۃ الناس کے علاوہ وہ علماء السوء درویش وصوفی و پیر بھی ایسے ہی افعال کرتے نظر آتے ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے علماء وصوفیوں کا تذکرہ کیا ہے اور ان کو بشارت عذاب الیم سنا کر ان کی درگت بنائی ہے، کیونکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حدیث میں اسی طرح ارشاد فرمایا:

((عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول اللهﷺ من سئل عن علم فکتمه الجم یوم القیامة بلجام من نار)) (ابوداؤد، ترمذی)

''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس صاحب علم سے سوال پوچھا گیا پس اس نے اس کو چھپایا (حق بیان نہ کیا) اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔''

ہمیں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جو حقیقی بشارت کا پیغام دیا گیا ہے، اس کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب ان حقیقی بشارتوں کا تذکرہ قرآن کی روشنی میں تحریر کرتے ہیں جو اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے بیان فرمائی ہیں۔

﴿ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصالحات ان لهم اجرا حسناO ما کثین فیه ابداO﴾ (الکہف)

''اور ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے کہ ان کے لیے بہترین بدلے ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔''

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان اور اعمال صالحہ کرنے والے مومنوں کو خوشخبری دی ہے اور اچھے بدلے کا وعدہ کیا ہے۔

حقیقت میں دنیا اور آخرت کی خوشخبریاں ہی ایک مومن کے لیے باعث راحت ہوتی ہیں۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ ہر انسان خواہ نبی ہو یا ولی، نیک ہو یا گنہگار، مومن ہو یا کافر ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ دنیا میں اس کو اولاد سے نوازا جائے اور مال و دولت کی خواہش بھی ہر ایک کی ضرورت ہوتی ہے اور جاہ و منصب بھی انسان کی خوشی کا سامان پیدا کرتا ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ ان دونوں سے نواز دیتا ہے، لیکن انبیاء

کرام اوران کی تعلیم پر عمل کرنے والے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں اوراس سے ہی مانگتے نظر آتے ہیں اور یہی ان کا طریقہ تھا۔جس طرح حضرت زکریا علیہ السلام کا قرآن میں ذکر ہے:

﴿هنالك دعا زكريا ربه رب هب لي من لدنك ذرية طيبة انك سميع الدعا﴾ (آل عمران)

''اسی جگہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہا اے میرے پروردگار مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔''

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی واقعہ قرآن مجید میں آتا ہے۔انبیاء نے اپنے رب سے دعا کی اسی سے مانگا۔اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے' جس کی ہر انسان خواہش کرتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے پھر اس نعمت کو عطا کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ان الله يبشرك بيحيى مصدقا بكلمة من الله وسيدا وحصورا ونبيا من الصالحين﴾ (آل عمران)

''کہ اللہ تعالیٰ تجھے یحییٰ علیہ السلام کی یقینی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا سردار عورتوں سے بے رغبت اور نبی ہے۔نیک لوگوں میں سے ہے۔''

پتہ چلا کہ رب العالمین سے ہی سب کچھ مانگنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد مانگے' مال مانگے تو حلال مال۔دعا کریں اوراگر جاہ ومنصب کی خواہش ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے رب العالمین سے کہا تھا:

﴿قال رب اغفرلي ملكا لا ينبغي لاحد من بعدي انك انت الوهاب﴾

''کہا اے میرے رب بخش دے اور ایسا ملک عطا فرما (بادشاہی) جو میرے بعد کسی دوسرے شخص کے لائق نہ ہو تو بڑا ہی دینے والا ہے۔''

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ وہ ہر چیز عطا کرنے والا ہے اور وہ ہی انسان سے دی ہوئی چیز واپس لینے پر بھی قادر ہے۔انعامات کی بارش بھی برساتا ہے اور پھر انسان سے واپس لے کر بھی آزماتا ہے اور دیکھتا کہ اس پر انسان کا ردعمل کیا ہوتا ہے۔آیا صبر کرتا ہے یا پھر اللہ تعالیٰ پر ہی برس پڑتا ہے' اگر مومن صبر کرتا ہے تو اس حالت میں اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو بشارت دیتا ہے اور اپنی رحمت کی مزید برکھا

برساتا ہے۔جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے:

﴿ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین﴾ (البقرۃ)

اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک و پیاس سے، مال و جان اور پھلوں میں کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔''

ایسی حالت میں صبر کرنا یہ بہت بڑا اللہ کو راضی کرنے والا کام اور اس پر اس کو مالک حقیقی بشارت دیتا ہے۔ کس چیز کی بشارت قرآن مجید میں اس کی تشریح کی گئی ہے:

﴿انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب﴾ (الزمر)

''صبر کرنے والوں ہی کو پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔''

اسی طرح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ مومن کا لڑکا فوت ہو جاتا تو اللہ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کے دل کا ٹکڑا لے آئے؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہاں یارب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو پھر میرا بندہ کیا کہہ رہا تھا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ صبر کے ساتھ الحمدللہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے دیا تھا اور تو نے ہی لے لیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے اس بندہ کے لیے جنت میں ایک گھر تیار کرو اور اس کے دروازے پر جلی حروف میں لکھ دو ''بیت الحمد'' یہ میرے بندے کا گھر ہے جس کا نام حمد کا گھر۔

اللہ اکبر! کتنی بڑی بشارت ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر صبر کرنے کا صلہ ہے۔ آج جب ہم پڑھتے یا سنتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو دنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارتیں عطا کی اور یہ ڈگری دی کہ تو بھی جنتی ہے تو بھی جنتی ہے تو ہمارے دل میں بھی حسرت و خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہم بھی اس وقت ہوتے تو یہ اعزاز ہم بھی حاصل کرتے۔

محترم قارئین! آج بھی وہ سماء پیدا ہو سکتا ہے کہ ہم اس طرح نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانوں پر عمل کریں اور راستہ کے راہی ہو جائیں۔ جس راستہ پر صحابہ کرام چل کر اعمال صالحہ کرتے تھے اور اپنے عملوں میں اخلاص پیدا کر لیں اور اللہ تعالیٰ کو صرف راضی کرنے کے لیے عمل کریں تو کوئی بات نہیں وہ

اعزاز ہم کو نہ ملیں۔ان شاء اللہ ایسا ہو سکتا ہے آپ بس اس راستہ پر چل پڑیں۔

آئیں چند اور بشارتیں احادیث نبوی سے تلاش کریں اور ان کو اپنے دل کی تختیوں پر لکھ لیں اور ان کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنائیں اور موت آنے تک ان پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کی التجاء کریں' اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت سے ہم کو توفیق عطاء فرمائے کہ ہم بھی ان پر عمل کر کے وہ مقام واعزاز حاصل کر سکیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور تابعین اور سلف صالحین علیہ الرحمۃ نے حاصل کیا۔

وہ کون سے اعمال صالحہ ہیں جن کا تقاضہ اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے اور ایمان کے بعد وہ اعمال جن پر بشارت کے ہم مستحق بن سکتے ہیں اور جنت کی بشارت ہم بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ وہ اعمال صالحہ ہیں جو ایمان کے بعد کرنے سے جنت ملتی ہے اور ہر مسلمان موحد کے لیے واجب ہوتی ہے۔اس کا ہی یہاں پر جائزہ لیا جائے گا۔

عمل صالحہ ﴿......

((عن عمر بن خطاب رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ قال ما منکم من احد یتوضا فیبلغ او فیسبغ الوضوء ثم یقول اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان محمد عبده ورسوله الا فتحت له ابواب الجنة الثمانیة یدخل من ایها شآء)) (رواہ مسلم وزاد الترمذی اللهم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطهرین)

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔'' (اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے درج ذیل الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں۔)

''اے اللہ مجھے خوب توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنا۔'' وضو بنانا کتنا جامع عمل صالح ہے' جس کے کرنے سے اور پھر تکمیل پر یہ دعا پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے اس خوش نصیب کے لیے کھل جاتے ہیں۔ وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ وضو مومن کا شعار ہونا چاہیے جس سے مومن ہر وقت پاک صاف رہے تو یہ اعزاز اس کو حاصل ہو جائے گا۔ یہ کتنا بڑا اعزاز ہے۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ جب اپنے آقا و مولیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے کوئی ایسا عمل سنتے کہ جس کے ذریعہ جنت کا داخلہ ممکن ہوتا تو وہ اس پر کاربند ہو جاتے۔ حالانکہ اعمال صالحہ تو سارے ہی جنت کا سرٹیفکیٹ ہیں' لیکن بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ اس لیے ہی ایک دن فجر کی نماز کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اے بلال کون سا عمل تو کرتا ہے جو بہت ہی اعلیٰ ہے' جواب دیا جو صحیح بخاری میں اس طرح منقول ہے:

((عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی ﷺ قال لبلال عند صلوة الفجر یا بلال حدثنی بارجی عمل عملته فی الاسلام فانی سمعت دف نعلیك بین یدی فی الجنة۔ قال ما عملت عملا ارجی عندی انی لم اتطهر طهورا فی ساعة لیل او نهار الاصلیت بذالك الطهور ما کتب لی ان اصلی)) (رواہ البخاری)

''حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی نماز کے وقت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ اے بلال اسلام لانے کے بعد وہ کون سا عمل ہے جو تیرے نزدیک زیادہ اُمید والا ہے۔ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی ہے۔ انہوں نے عرض کی میرے نزدیک سب سے زیادہ اُمید افزاء عمل یہ ہے کہ میں رات دن کی کسی گھڑی میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو جتنی نماز میرے مقدر میں ہو میں پڑھ لیتا ہوں۔''

اس حدیث سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام واضح ہوتا ہے کہ وہ زمین پر چلتے تھے اور ان کے قدموں کی آواز جنت میں سنائی دیتی تھی جو خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات کو سنی۔ آخر اس کا سبب کون سا عمل تھا۔ وہ بھی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان فرما دیا۔ وضو کی محافظت اور وضو کے بعد جو مقدر میں ہو تحیۃ الوضو کی نماز کی ادائیگی ہے۔ اس سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مدینہ کی گلیوں میں چلتے تھے' بلکہ زندگی میں ہی جنت میں چلتے نظر آتے۔ یعنی زندگی میں ہی جنت کے وارث نظر آتے' یعنی جس نے جنتی آدمی کو دیکھنا ہوتا وہ بلال کو ہی دیکھ لیتا۔ سبحان اللہ کتنا بڑا اعزاز ہے۔ یہ ہے اعمال صالحہ کی برکات۔ اسی طرح ایک اور حدیث کا بھی مطالعہ کرتے چلیں جس سے جنت واجب ہونے کی نوید سنائی گئی ہے:

((عن عقبة بن عامر رضی الله تعالیٰ عنه قال کانت علینا رعایة الابل فجاءت نوبتی فروحتها بعشی فادرکت رسول الله ﷺ یحدث الناس فادرکت من قوله ما من مسلم یتوضا فیحسن وضوءه ثم یقوم فیصلی رکعتین مقبل علیهما بقلبه ووجهه الا وجبت له الجنة)) (رواہ مسلم)

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اونٹوں کو چرانا ہماری ذمہ داری تھی۔ پس

جب میری باری آئی تو میں اونٹ چرا کر شام کے وقت لوٹا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا کہ آپ کھڑے ہو کر لوگوں کو بیان کر رہے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان سنا جو مسلمان بھی اچھی طرح وضو کر کے پوری توجہ اور اخلاص سے دو رکعت نماز ادا کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔''

یہ ہے وہ عمل جس سے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ کتنے ہی بدنصیب مسلمان ہیں جو اس حقیقت سے ناآشنا ہیں اور اس طرف توجہ ہی نہیں اور کبھی نماز کا خیال ہی نہیں آیا' نہ وضو ہی کیا ہے۔ یہ کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ نہ وضو کرنے کا طریقہ ہی آتا اور نہ وہ اس کے سیکھنے کی کوشش ہی کرتے ہیں اور پھر بھی جنت کے دعویدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔

ایک اور عمل صالح ﴾......

((عن ابی بریدة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ قال بشرو المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامة)) (رواہ الترمذی' ابی داؤد)

''ابو بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت والے دن کامل روشنی ملنے کی خوشخبری سنادو۔''

اندھیروں سے مراد عشا اور فجر کی نمازیں ہیں۔ آج کل تو سٹریٹ لائٹس سے راستے ویسے ہی روشن ہوتے ہیں' لیکن قدرتی اندھیرے کو تو سٹریٹ لائٹس ختم نہیں کر سکتیں۔ ایسے نمازیوں کو یہ بشارت دی جاتی ہے کہ تمہارا مسجدوں کی طرف آنا کتنا مبارک عمل ہے کہ قیامت کے دن مکمل نور ملے گا۔ جس سے پل صراط وغیرہ کا نہایت کٹھن اور دشوار گزار مرحلہ آسانی سے طے کر لیں گے۔ جب کہ نور سے محروم لوگ مشکلات میں ہوں گے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کا یوں تذکرہ کیا ہے:

﴿یوم تری المؤمنین والمؤمنت یسعی نورهم بین ایدیهم وبایمنهم بشرالکم الیوم جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ذلك الفوز العظیم یوم یقول المنفقون والمنفقت للذین امنوا انظرو نانقتبس من نورکم قیل ارجعوا ورآء کم فالتمسوا نورا فضرب بینهم بسور له باب فیه الرحمة وظهره من قبله العذاب ینادونهم الم لکن معکم قالوا بلی ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وعزتکم الامانی حتی جآء امرالله وغرکم بالله الغرور﴾ (الحدید)

''قیامت کے دن کو تو دیکھے گا کہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا۔ آج تمہیں ان جنتوں کی خوشخبری لیے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' جن

میں ہمیشہ کی رہائش ہوگی' یہ ہے بہترین کامیابی۔ اس دن منافق مرد اور عورت ایمان داروں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کریں۔ جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو۔ پھر ان کے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی' جس میں دروازہ بھی ہوگا۔ اس کے اندرونی حصہ تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ یہ چلا چلا کر ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے' وہ کہیں گے کہ ہاں تھے تو سہی' لیکن تم نے اپنے آپ کو گمراہی میں پھنسا رکھا تھا اور انتظار میں ہی رہے اور شک وشبہ کرتے رہے اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکہ میں رکھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ پہنچا اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے والے نے دھوکے میں ہی رکھا۔''

پڑھ لیا آپ نے کہ یہ لوگ کیوں اس نور سے محروم ہوئے۔ اس لیے کہ انہوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر دل و جان سے عمل نہیں کیا بلکہ دل میں نفاق اور شیطان کا بہکاوا تھا کہ کوئی نہیں ہم نے بھی جنت ہی میں جانا ہے' جنت ہمارے لیے ہی ہے' خواہ عمل نہ کریں۔ بلکہ شیطان نے ان کو یہ دھوکہ دیا کہ کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے توبہ کر لینا' معافی ہو جائے گی جنت میں چلے جاؤ گے۔ اصل حقیقت کو نہ جان سکے کہ یہ تو شیطان کا دھوکہ ہے۔ کیا پتہ ہے کہ موت کس وقت آ جاتی ہے اور توبہ کا موقعہ ہی نہ ملے تو پھر کیا ہوگا۔ لیکن جو اس شیطان کے دھوکے میں نہ آئے اور انہوں نے اپنے اللہ اور رسول اللہ کے حکموں کو دل سے مانا اور عمل کیا' یعنی ایمان و عمل صالحہ کیے اس کا ہی یہ صلہ ہوگا کہ دنیا میں ان کو بشارت آخرت سے نوازا گیا کہ قیامت کے دن کو مکمل نور (روشنی) ملے گا جو قرآن کی زبان سے بھی ثابت ہوتا۔ دوسری جگہ ان خوش نصیبوں کا تذکرہ اس طرح ہوتا ہے:

((یایها الذین امنوا اتقوا الله وامنو لرسوله یؤتکم کفلین من رحمته ویجعل لکم نور تمشون به ویغفرلکم والله غفورا رحیم﴾ (الحدید)

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت کا دوگنا حصہ دے گا اور تمہیں نور دے گا جس کی روشنی میں تم چلو گھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربانی والا ہے۔''

اللہ اکبر! ان خوش نصیب اہل ایمان کو کتنا بڑا اعزاز و انعام عطا ہو رہا ہے' جنہوں نے اس دنیا کی عارضی زندگی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے مطابق بسر کی تو آخرت میں بھی سب کچھ عطا ہو رہا ہے۔ نور (روشنی) بھی مل رہا ہے اور گنہگاروں کی معافی کا وعدہ بھی ہو رہا ہے۔ کیوں نہ ہو انہوں نے اپنی زندگی کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے مطابق گزارا ہے۔

ایک اور عمل صالحہ پر بشارت ﴾......

((عن ابی موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال من صلی البردین دخل الجنۃ)) (رواہ متفق علیہ)

''حضرت ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔''

وضو اور مساجد کی طرف جانا اور اندھیروں میں جانے کا اجر وثواب اور بشارتیں آپ نے پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان اعمال صالحہ کو کرنے اور ان کی محافظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم بھی ان عظیم جنت کی بشارتوں کے مستحق بن سکیں۔ خواہش تو ہر مومن مسلمان کی ہے' لیکن معاشرہ میں جو خرابی پیدا ہو رہی ہے یا ہو گئی ہے کہ مساجد کی اور نیک اعمال کی طرف توجہ ہی نہیں بلکہ ان کے کرنے کو ضروری ہی نہیں سمجھا جاتا۔ آج مسلمان اتنا جہنم کے عذابوں سے بے خوف ہو چکا ہے کہ اس کو ان عذابوں سے بچنے کی فکر ہی نہیں اور جنت کا دل میں شوق تک نہیں ہے۔

تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔ ان سے مراد فجر اور عصر ہے۔ اس کا مطلب بالکل یہ نہیں کی نمازیں نہ بھی پڑھے تو کوئی بات نہیں۔ اصلاً پانچوں نمازیں فرض ہیں اور پانچوں ہی پڑھنی ہیں۔ اس حدیث میں صرف ان دو نمازوں کی اہمیت اور فضیلت اتنی زیادہ ہے کہ ان محافظت کی تاکید فرمائی ہے۔ باقی جو ان دو کی حفاظت کرے گا وہ دوسری تین کی بھی حفاظت میں کوتاہی نہیں کرے گا۔ ان کی حفاظت کی تاکید اس لیے فرمائی کیونکہ ان کی ادائیگی دوسری نمازوں کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ فجر کے وقت نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور عصر کے وقت کاروبار کا زور ہوتا ہے۔ اس لیے ان حفاظت کی تاکید فرمائی۔ اس لیے ان کی اہمیت وفضیلت بھی زیادہ ہے' جس طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿حافظوا علی الصلوت والصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین۞﴾

''نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔''

نمازوں کی حفاظت مومن کے لیے ضروری ہے اگر اس میں ہی کوتاہی ہو گئی تو پھر معاملہ دور نکل جائے گا کیونکہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا ہی سوال ہونا ہے۔ اگر اس سوال میں ناکام ہو گئے تو پھر باقی فرائض کا کیا حال ہوگا اور کیا بنے گا۔ اس لیے نمازوں کو چھوڑنا ایک کبیرہ گناہ اور کفر ونفاق کی نشانی ہے۔ اس لیے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر نماز کا تارک ہوتا ہے وہ کافر ہے اور عشاء اور فجر کی نماز کے بارے میں ارشاد ہے کہ یہ دونوں نمازیں منافق کے لیے بہت بھاری ہیں۔ اس

سے نفاق کا بھی پتہ چلتا ہے یہ ہی قیامت کے بھی نور حاصل کرنے کا قصہ اوپر آیات میں پڑھ چکے ہیں۔ منافق کہیں گے کہ ہمارا انتظار کرلو' ہم بھی آپ کے نور کی روشنی میں چل سکیں۔ کیونکہ دنیا میں ہم تمہارے ساتھ تھے۔ کافر اور منافق کا جنت میں داخلہ ہی بند ہے تو پھر جنت کی بشارتیں ہیں' یہ کیسے حاصل ہوں گی؟ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا ''ان دونوں نمازوں کی حفاظت کرنا' اس لیے اس کی مزید وضاحت سے آگاہی کرلیں۔''

((عن ابی زھیر عمارة بن رویبة رضی اللہ تعالیٰ عنه سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لن یلج النار احد صلی قبل طلوع الشمس وقبل غروبها یعنی الفجر والعصر)) (رواہ مسلم)

''حضرت ابوزہیر عمارہ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو کوئی سورج نکلنے سے قبل اور اس کے غروب ہونے سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھتا ہے وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔''

پڑھ لیا کہ یہ کتنی عظیم بشارت ہے۔ جو یہ عمل کرتا ہے اور نمازوں کی حفاظت کرتا ہے اور خاص کر ان دو نمازوں کی وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ اس کا بعض نادان غلط مطلب لے کر باقی نمازوں کی پرواہ نہیں کرتے اور عشاء کی نماز نہیں پڑھتے۔ حالانکہ پہلے گزر چکا ہے کہ عشاء کی نماز اندھیرے کی نماز ہے۔ اس کا ایک اپنا مقام و مرتبہ ہے۔ جس طرح دوسری حدیثوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عشاء کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے اور پھر فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے' اس شخص کے لیے ان دونوں کا اتنا اجر و ثواب ہے جیسے اس نے ساری رات ہی عبادت میں گزاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نمازوں اور دیگر اعمال صالحہ کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ قیامت کے دن جو بشارتیں اور نور ملنے والا ہے' وہ ہم کو نصیب ہو سکے۔

ایک اور عمل صالحہ پر بشارت......

((عن سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ انا و کافل الیتیم فی الجنة ھکذا واشار بالسبابة والوسطی فرج بینھما)) (رواہ البخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی کے درمیان کشادگی فرمائی۔

کتنا بڑا اعزاز کہ جنت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت وقرب اور ساتھ نصیب ہوگا۔ یہ

صرف اس عمل کی وجہ سے کہ کسی نے اپنے قریبی یا اجنبی یتیم کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اس کی ضرورت کو پورا کیا اور اس کے والد جیسا پیار دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گھر کو سب سے بہترین گھر قرار دیا ہے جس گھر میں یتیم پرورش پاتا ہے اور اس سے اچھا برتاؤ کیا جاتا۔ یتیم کی خدمت اور اچھے سلوک کا صلہ یہ ہے کہ جنت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوگا۔ جو ہر مومن کے اندر یہ تڑپ ہونی چاہیے۔ یہ ہی تڑپ وفکر ہر وقت صحابہ کے دامن گیر رہتی تھی کہ آقا و مولیٰ کا جنت میں نصیب ہو۔ مدینۃ الرسول کھجوروں کا شہر تھا۔ یہاں پر لوگوں کے بہت سارے باغ کھجوروں کے تھے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ اسی طرح ایک باغ ایک یتیم کا بھی تھا۔ ایک دوسرے کھجوریں ادھر ادھر گرتیں تو پتہ نہ چلتا۔ کہ اس یتیم لڑکے نے سوچا کہ کیوں نہ درمیان میں دیوار بنا دی جائے تا کہ ملکیت واضح ہو جائے اور کسی قسم کا تنازعہ اور جھگڑا نہ کھڑا ہو سکے۔ چنانچہ لڑکے نے دیوار بنانی چاہی تو درمیان میں ایک کھجور دوسرے باغ والے کی آڑے آ رہی تھی جس کی وجہ سے دیوار سیدھی بن نہیں رہی تھی۔ تو اس یتیم لڑکے نے اس کو کہا کہ یہ کھجور قیمتاً مجھے دے دے۔ لیکن وہ نہ مانا۔ اس کی منت سماجت بھی کی کہ میں یتیم ہوں' میں دیوار بنانا چاہتا ہوں تو اس نے کہا کہ میں کیا کروں۔ یتیم مایوس ہو گیا۔ آخر یتیم کے ذہن میں آیا کیوں نہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سفارش کرائی جائے۔

وہ یہ سوچ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ یا واقعہ دے سنایا اور عرض کی کہ آپ سفارش کر دیں شاید وہ آپ کی بات مان جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آدمی کو بلانے کا کہا کہ اس کو بلا کر لاؤ۔ جب وہ آدمی آیا تو اس کو آنحضرت نے کہا کہ اپنے بھائی کو یہ کھجور دے دے' لیکن اس نے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو تین مرتبہ کہا' لیکن وہ نہ مانا۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ یہ کھجور تو اپنے بھائی کو دے دے میں تجھ کو جنت میں اس کے بدلے کھجور دلوا دوں گا۔ لیکن پھر بھی وہ نہ مانا۔ وہ آدمی چلا گیا اور صحابہ کی جماعت یہ سارا واقعہ اپنے سامنے دیکھا۔

ان میں حضرت ابو دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وعدہ جنت کی کھجور کا صرف اس شخص کے لیے ہی تھا یا جو بھی اس کو خرید کر دے' اس کے ساتھ بھی یہ وعدہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں جو بھی لے کر دے گا' اس کے ساتھ ہی وعدہ ہے۔ حضرت ابو دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب سوچ رہے ہیں کہ کیا اور کیسے اور کون سی تدبیر کی جائے کہ یہ

کھجور مل جائے۔ ایک دم خیال آیا کہ میرا باغ جو ۶۰۰ کھجوروں کا ہے' وہ بھی اگر دے یہ کھجور لینی پڑے تو سودا مہنگا نہیں۔ کیونکہ دنیا تو ایک دن ختم ہونے والی ہے' جنت میں تو ہمیشہ رہنا ہے۔ چلو یہ سودا کرو۔ اگر یہ کھجور مل جائے۔ حضرت ابودحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ میں سب سے اعلیٰ باغ تھا اور اس میں اعلیٰ قسم کے کھجوروں کے درخت تھے جو مدینہ میں مشہور تھا اور اس باغ میں ایک میٹھے پانی کنواں بھی ایک عظیم الشان محل بھی تھا۔ جس میں وہ رہائش رکھتے تھے۔ آخر اس آدمی سے جا کر ملے اور بات کی اور اس کو کہا کہ میرا باغ تو لے لے اور یہ کھجور مجھے دے دے۔ وہ آدمی حیران کہ یہ کیا بات کر رہا ہے۔ اس نے لوگوں کی طرف دیکھا تو ابودحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر وہی الفاظ دہرائے اور سودا کر لیا۔ اپنا سب کچھ دے کر یہ کھجور لے لی اور وہاں پھر یتیم لڑکے کو جا کر کہا یہ کھجور اب تیری ہوگئی' میں نے تجھے ہدیہ میں دے دی اور اب تو اپنی دیوار سیدھی کر کے بنا لے۔

پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کھجور کے سودے کے بارے میں ساری بات کہہ سنائی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب میں جنت میں کھجور کا مستحق ہوگیا ہوں؟ تو آپ کی زبان سے ابودحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یہ کلمات کئی بار دہرائے:

"کم من عذق رداح لابی دحداح فی الجنۃ"

"ابودحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے جنت میں کتنے کھجوروں کے جھنڈ (درخت) ہیں۔"

حضرت فرماتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ کئی بار کہے اور خوشی سے کئی بار دہراتے رہے۔ حتیٰ کہ ابودحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشی سے جنت کے باغات کی خوشخبری پانے کے بعد وہاں سے چلے گئے اور اب اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئے کہ وہاں سے ضروری سامان اور بیوی بچوں کو لے آؤں۔ جب باغ کے دروازے پر پہنچے تو پہلے اندر جانے کا ارادہ تھا' پھر سوچا کہ میں نے اندر جانے کا جو ارادہ کیا' یہ ٹھیک نہیں کیونکہ اب یہ باغ میرا نہیں رہا۔ اس لیے اندر جانا ٹھیک نہیں۔ پھر دروازے پر رک گئے اور وہیں کھڑے ہو کر اپنی بیوی اُم دحداح کو آواز دی کہ بچوں کو ساتھ لے کر باہر آ جائے اب یہ باغ ہمارا نہیں رہا۔ اس لیے جلدی سے بچوں کو لے کر باہر آ جائے۔ اُم دحداح یہ آواز سن کر پریشان ہوگئی کہ آج تک ابودحداح نے ایسی آواز نہیں دی۔ اتنے میں پھر ابودحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی۔ اُم دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آواز دی کہ میں آ رہی ہوں۔ وہ دروازے پر پہنچی تو پوچھا کہ کیا بات ہوئی

تو ابودحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا واقعہ بیان کیا کہ ہم نے یہ باغ فروخت کر دیا ہے۔ جب اُم دحداح نے یہ واقعہ سنا تو خوشی سے کہا کہ ابودحداح آپ نے تو بہت ہی منافع والا سودا کیا۔

رابح البیع یا ابا دحداح ''بڑا ہی نفع بخش سودا کیا ہے۔

یہ ہیں وہ ایمان والے صحابہ اور صحابیات جو اللہ تعالیٰ سے جنت کے سودے مال و جان سے کرتے نظر آتے ہیں۔ دیکھا کہ اُم دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ سنا تو اپنے بچوں کو لے کر باغ سے باہر آ گئیں۔ اُم دحداح اور ابودحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قدم' یہ کارنامہ کوئی معمولی نہیں' بلکہ سیرت کی کتب میں سنہری الفاظ میں لکھے گئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے اپنی سب سے قیمتی چیز کو رب کی راہ میں لٹا دیا اور ایک یتیم کو سہارا دینے کے لیے جنت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رفاقت لینے کے لیے کتنی قربانی اور ایثار کا مظاہرہ کیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی ان ہی صحابہ کرام کے راستہ پر چل کر اپنی آخرت کی سوچ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ویبشر المومنین الذین یعملون الصالحات ان لھم اجرا حسنا (الکھف) ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انك علی كل شیء قدیر

حکیم محمد اشرف آزاد
ایم اے۔ بی ایڈ
فاضل جامعہ سلفیہ
فاضل طب والجراحت

اشرف دواخانہ

تمام جسمانی' روحانی اور نفسیاتی امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔

اوقات مطب عصر تا عشاء

تشریف لانے سے پہلے فون پر وقت لیں

202 ر۔ب گٹی شرقی فیصل آباد

041-8043876
0321-6639310